مکتوبات مخدوم جہاں
کے جواہر پارے
محمد عبدالمبین نعمانی قادری

مکتوبات مخدوم جہاں کے جواہر پارے

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

مکتوباتی دنیا میں مکتوبات مخدوم جہاں کو جو مقبولیت واہمیت حاصل ہوئی کسی اور کو نہ ہوئی، آپ کے مکتوبات عام خطوط کی طرح نہیں جو مختصر احوال اور خیر خیریت پر مشتمل ہوتے ہیں، آپ کے مکتوبات کی حیثیت علمی و تحقیقی ہے۔ ایک ایک مکتوب ایک ایک رسالے کا درجہ رکھتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ مکتوبات کی شکل میں حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ (متوفی ۷۸۲ھ) اپنے عہد کے سلطان المحققین تھے آپ کے مکتوبات کا مقام جاننے کے لیے ذیل کا اقتباس ملاحظہ ہوں۔

صاحب مناقب الاصفیا فرماتے ہیں: سید جلال بخاری قدس سرہ سے کسی نے پوچھا کہ اب توسن شریف زیادہ ہوا کتب بینی کا وہی ذوق وشوق ہے یا کوئی دوسرا شغل خاص ہے، آپ نے فرمایا: ہاں اب بھی مکتوباتِ شیخ شرف الدین کا مطالعہ کرتا ہوں۔ سائل نے عرض کیا کہ مکتوبات شیخ کیسے ہیں۔ جس سے آپ کو اتنی دلچسپی ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسے ہی ہیں کہ بعض بعض جگہ اب تک سمجھ میں نہیں آئی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اخبار الاخیار میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی تصنیفیں بہت عالی ہیں، آپ کی تصنیفوں سے مکتوبات کی شہرت بہت زیادہ ہے اور حق بھی یہی ہے کہ اور تصنیفوں کے اعتبار سے اس میں لطافت وشیرنی بے حد ہے آداب شریعت واسرار حقیقت مکتوبات میں بے انتہا لکھے ہیں آپ کے ملفوظات بھی ہیں جن کو معتقدوں نے جمع کیا ہے، مگر مکتوبات کی بات ہی کچھ اور ہے۔ (دیباچہ از مترجم مکتوبات شیخ مخدوم جہاں، سید شاہ نجم الدین احمد فردوسی، ص:، جسیم بک ڈپو، دہلی)

غرض مکتوبات مخدوم جہاں کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے، مجھے مکتوبات کے تعلق سے زیادہ لکھنا نہیں صرف نمونے کے طور پر دو اقتباسات اوپر مذکور ہوئے، میں چاہتا ہوں مکتوبات میں حضرت مخدومِ جہاں قدس سرہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے صرف نماز وعبادت کے تعلق سے چند قیمتی باتیں سپرد قرطاس کردوں کہ آج کل نماز وعبادت سے غفلت عام ہے اور دنیا کمانے کی فکر زیادہ ہے، شاید حضرت مخدوم جہاں قدس سرہ کی زبان فیض ترجمان اور قلم پراز عرفان سے نکلے ہوئے جملوں میں کوئی جملہ کسی صاحب ایمان کے دل کو لگ جائے اور وہ غفلت کے پردے کو تار کر کے میدان عمل میں کود پڑے اور اپنی آخرت سنوار جائے۔

عبادت کیا ہے؟

حضرت مخدومِ جہاں قدس سرہ عبادت و بندگی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عبادت دلوں کی پونجی، متقیوں کا زیور، مردوں کا ہنر اور حاصل عمر ہے۔ علاوہ اس کے علم کا ثمرہ (نتیجہ) اہل بصیرت کا طریقہ، نیک بختی کا جادہ (راستہ) اور جنت کی راہ ہے، لیکن بڑی بڑی سختیوں، بے انتہا مصیبتوں کا سامنا ہے، ڈاکو بکثرت (عبادت کرنے والوں کے) درپے ہوتے ہیں۔ (یعنی شیطان اس دولت کو چھیننا چاہتا ہے) اور ساتھی بہت ہی کم، یہ سب اس لیے کہ یہ بہشت کا راستہ ہے، چناں چہ حضرت پیغمبر علیہ الصلو والسلام نے فرمایا: حفتِ الجنة بِالمارہِ وحفتِ النار بِالشہواتِ ”بہشت کو مکروہات اور دشواریوں سے اور دوزخ کو آسانی اور خواہشوں سے گھیر ڈالا گیا ہے۔“ ان شخصیتوں کے علاوہ بندہ کمزور، زمانہ سخت، دینیات کے کاموں میں کوتاہی وخرابی اور فراغت دلی مفقود، عمر مختصر، موت قریب اس دور دراز کا سفر۔ ایسی صورت میں عبادت کو ایک ایسا زادِ راہ سمجھو کہ جس کے بغیر چارہ ہی نہیں، خدانخواستہ (عمر کا) یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہا تو پھر اس کا حصول ہی ناممکن ہے۔ اس لیے یہ کام سخت مشکل اور اس کا خوف وخطر بہت بڑا ہے۔ یہی سبب ہے کہ بہت تھوڑے آدمی ایسے ہیں جو اس راستے کا قصد کرتے ہیں، اور جو لوگ اس راہ میں آتے ہیں کم ایسا ہوتا ہے کہ اس پر قائم رہیں۔

(مکتوبات صدی مترجم مکتوب ۳۷ ایجوکیشنل پریس کراچی)

اس کے بعد حضرت مخدوم جہاں نے عبادت کے اور بھی اسرار و

رموز بیان کیے ہیں۔ جو عام لوگوں کے پلے پڑنے والے نہیں جو صاحب مزید تفصیل سے آگاہی چاہیں وہ مذکورہ مکتوب کو ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد دو اور مکتوب ہیں ۳۸، ۳۹؍ ہر ایک میں طاعت و بندگی پر ایسی روشنی ڈالی ہے کہ بس پڑھا کیجیے اور سراہیے، طاعت و بندگی کی ایسی ایمان افروز تشریح شاید ہی کہیں دیکھنے کو ملے، مکتوب نمبر ۳۹؍ میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

برادر عزیز! اس خیال سے طاعت کرنا کہ اس کا بدلہ ملے گا اور اس نیت سے عبادت کرنا کہ اجر و ثواب حاصل ہوگا، اس کو زہر قاتل سمجھو، عبدیت و معبودیت کے نیاز و ناز کو لوگ سمجھے نہیں ہم ایک بات تم سے کہتے ہیں اس سے تم سمجھ جاؤ گے۔ اس بلند درگاہ اور بارگاہِ عالی رتبہ کی یہ شان ہے کہ ہزار سال تم وہاں سر رگڑا کرو اور ساری دنیا کے لوگ جتنی طاعت و عبادت کر سکتے ہیں وہ بھی تم تنہا کیا کرو اس پر بھی یہ حکم ہو کہ او نابکار! تو کسی کام کا نہیں، میں تجھے پسند نہیں کرتا، تو میرے لائق نہیں.......... جو کچھ پانا تھا وہ تم پا چکے اور جو کچھ تمھیں ملنا تھا وہ تمھیں مل چکا۔

(اس کے بعد حضرت مخدوم ایک ایمان افروز واقعہ نقل کرتے ہیں۔)

گزشتہ امتوں میں ایک شخص نے سالہا سال طاعت و عبادت کی تھی اور عمر مجاہدہ و ریاضت میں گزاری تھی، پیغمبر وقت کے پاس وحی آئی کہ اس عابد سے کہہ دیجیے اس قدر عبادت و ریاضت کی زحمت اٹھانا فضول ہے تیرا ماویٰ (ٹھکانہ) تو جہنم ہے، پیغمبر وقت نے جب یہ حکم خداوندی اس کو سنایا تو اس نے طاعت و عبادت اور بڑھا دی اور خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ لوگوں کو یہ حال دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، اس سے کہنے لگے سچ تو کہو بات کیا ہے؟ کیا تم دوزخی نہیں ہو؟ اس نے جواب دیا کہ: دراصل ہمارا خیال یہ تھا کہ غالباً ہم دوزخ کے قابل بھی نہیں ہیں، کیوں کہ دوزخ بھی اس کی مملکت میں ایک بڑی شے ہے، اب جب بذریعہ وحیِ خداوندی اس کا یقین ہو گیا کہ اتنی رعایت اس ہیچ میرز (ناچیز) کے ساتھ کی گئی ہے کہ جہنم میں جگہ مقرر ہوئی ہے ہماری خوشی کی انتہا نہیں رہی۔ ہم کو تو اس خوشی میں رقص کرنا چاہیے۔

برادر عزیز! واقعہ یہ ہے کہ جب تک انسان اپنے کو بے قدری کی ترازو میں فاسق و فاجر سمجھ کر نہ تولے گا اس سے بندگی درست نہ ہوگی۔ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ اگر ان کی روحیں سگانِ مزابل (گندے مقام کے کتوں) کے پاس بھیجی جائیں تو ایسی ذلیل و خوار دکھائیں کہ مرگھٹ کی ارواح ان کو اپنے پاس پھسلنے نہ دیں۔ صرف یہ قیاس بات نہیں بلکہ ایسا بھی ہو چکا ہے۔ نقل ہے کہ ایک درویش شب کے وقت اپنی مناجات میں کہہ رہے تھے کہ: الٰہی! تیری محبت جو میرے دل میں ہے اس کے ذریعے سے مجھ کو قبول فرما، اور اگر میری محبت قابل قبول نہیں تو بندگی کی وجہ سے مجھے قبول کر، اور اگر بندگی بھی اس لائق نہیں تو اپنے در کا کتا سمجھ کر مجھے قبول فرما۔ صبح کو یہی درویش راستے میں جا رہے تھے ایک کتے نے زبانِ حال سے کہا کہ حضرت سلامت! رات کو تو آپ کا مزاج ہی نہیں مل رہا تھا، نہیں نہیں۔ پھر بھی بڑی بلند پروازی آپ کو گزرے۔ یعنی سگ درگاہ ہونے کی تمنا کر بیٹھے، دیکھیے ہوشیار ہو جائیے، ایسی لغو اور فضول بات سے آئندہ احتیاط کیجیے گا۔ اگر چہ ہم بہ لباس سگی ہیں مگر ابتداے پیدائش سے اس وقت تک سر مو بھی اس کی خواہش کے خلاف کوئی خواہش ہمارے دل میں پیدا نہیں ہوتی ہے۔ یہ سن کر درویش نے سر پر خاک ڈالی اور کہنے لگے ؎

اے کاش کہ دریاے سگان تو شوم گرد
آں بخت نہ دارم کہ سگ کوے تو گردم

ترجمہ: یہ تو ہمیں نصیب نہیں کہ تیری گلی کے کتے بنیں، کاش ان کتوں کے پاؤں کی خاک ہی ہو جائیں۔

برادرِ عزیز! ایک تو خود خاک کی اصلیت ذلیل و خوار بے قیمت اس پر اضافہ یہ ہوا کہ معصیت و خلاف ورزی نے اس کے دل میں گھر کر لیا مزید براں ظلومی و جہولی کا لباس پہنا دیا گیا، ایسی حالت میں غرور و تکبر کہاں تک زیبا ہو سکتا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ تم کو ایسی بصیرت دے کہ اپنے کو ویسا ہی سمجھو جیسے تم ہو۔ بفضلہ و کرمہ یہ خاک دان (دنیا) منزل اندوہ اور بیت الاحزان (غموں کا گھر) ہے اس میں چند روز کے لیے تم مقید ہو، اگر چہ تم طرح طرح کی آفات میں مبتلا ہو اور بے نوائی اور مفلسی کا عالم ہے، مگر کچھ غم نہ کر وہ زمانہ بھی آتا ہے کہ اِرْجِعِیْ (پلٹ آ) کا شان دار خطاب ہوگا، اور رضاے الٰہی اپنی محبت میں لے کر جوارِ کرامت تک تمھیں پہنچا دے گی پھر اس وقت تم دیکھو گے کہ تمھاری کیا عزت اور کیا مرتبہ ہے۔

برادرِ عزیز! اس راہ کے جو مرد ہیں وہ جانتے ہیں کہ عشق کی ملامت، عشق کا اندوہ و غم کس قدر، قدر و قیمت رکھتا ہے ؎

مراد لے ست اگر ساعتے غمش نہ بود
بہ غم کناں شود و غم ہمی ستاند دام

ترجمہ: ''میرے سینے میں ایک ایسا دل ہے کہ اگر دم بھر بھی اس میں غم نہ ہو تو غم دینے والوں کے نزدیک جائے اوران سے غم قرض مانگے۔''

کیا کرنا ہے سنت الٰہی اس طرح پر جاری ہے، دنیاداروں کے لیے دولت ہے نعمت ہے، سرور وخوشی ہے۔عزیزان راہ کے لیے بلا ومحنت اور شور وفتن ہے، ایک کو وہ، ایک کو یہ نعمت وعافیت دنیاوی ہر کس وناکس کو میسر ہوتی ہے مگر بلا ومحنت راہِ عشق کی، ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔سیکھو فرعون مدبر چار سو سال تک صحیح وتندرست بالملک و عافیت زندہ رکھا گیا، اس کو کبھی بخار تک نہ آیا، یہ آسان تھا لیکن اگر وہ یہ چاہتا کہ جو درد وسوز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دلِ اشتیاق منزل کو دیا گیا ہے وہ اس کو دیا جائے تو یہ لاکھ برس تک نہ ہوتا۔

برادر عزیز! نعمت دنیا کی بھی کوئی حقیقت ہے کہ ایک جان ہزار سودا، ایک تاج ہزار گردن برداشتہ (گردن اٹھاتے ہوئے) اور محنت واندوہِ عشق کی یہ شان ہے کہ لاکھ میں ایک اس کا طالب ملے گا اور سر آنکھوں پر اسے اٹھالیگا۔ بزرگوں کا فرمان ہے کہ جس وقت حضرت زکریا علیہ السلام کے سر مبارک پر آرہ چل رہا تھا بالفرض اگر کوئی شخص اس وقت ان سے پوچھتا کہ واقعی کہیے اس موقع میں آپ کی دلی خواہش کیا ہے؟ تو قسم اس کے عزت وجلال کی کہ ہر بن مو اور ہر ہر عضو سے ان کے یہی آواز نکلتی کہ ابد الآباد تک آرہ سر پر چلتا رہے اور ہم اس کا مزہ لیتے رہیں۔(مکتوبات صدی مکتوب ۹۳)

خاص بات قابل توجہ اس مکتوب کی یہ ہے کہ پہلے مسترشد اور مخاطب کو خوف آخرت کی یاد دلائی، ایمان اور عشق کی قدر وقیمت بتائی اس کے لیے مصائب وآلام پر صبر وضبط کا درس دیا پھر خوف وبیم سے رجا ورحمت کی طرف کھینچ لائے اور رحمت ومغفرت کا مژدہ سنا دیا، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ''الایمان بین الخوف والرجاء'' حقیقی ایمان وہی ہے کہ آدمی عذاب وحساب سے خوف زدہ بھی رہے اور پھر رحمت الٰہی کا امیدوار بھی، نہ تو بالکل خوف زدہ کر کے چھوڑ دینا درست نہ ہی مژدہ وبشارت سنا کر بے خوف بنا دینا صحیح۔

رازِ نماز:

عبادت و بندگی سے حضرت مخدوم جہاں قدس سرہ کے ارشادات کا ایک حصہ پیش کیا گیا اب اہم العبادات نماز کی اہمیت و برکت اور اس کے اسرار فیضان سے متعلق بھی حضرت کے فرمودات کا جائزہ لیتے ہیں۔

نیت کی درستی:

نماز میں اول نیت کی درستی ضروری ہے نیت کا درجہ اعمال و افعال کے لیے ایسا ہے جیسے جان قالب (جسم) کے واسطے ضروری ہے اور نور آنکھ کی بینائی کے لیے لابدی ہے۔ جو قالب کہ بے جان ہو یا جو آنکھ کہ بے نور ہو ظاہر ہے کہ وہ کس شمار میں ہے۔

جاننے ہو صدق نیت کی کلی کہاں سے ظاہر ہوتی ہے؟ اخلاق کی شاخ سے پھوٹتی ہے جس طرح شعاعِ آفتاب سے روشنی نمایاں ہوتی ہے۔ نیت جب دنیا کے لگاؤ سے پاک ہوجاتی ہے تو اس گروہ کے لوگ یعنی اہل تصوف اس کو اخلاص زاہدانہ کہتے ہیں اور جب آخرت کے لگاؤ سے پاک ہوجاتی ہے تو اس کو اخلاص عارفانہ کہتے ہیں (یعنی یہ عارفوں کا اخلاص ہے) بزرگوں کا مقولہ ہے کہ جس شخص میں جتنا علم ہوگا اور جیسی اس کی معرفت ہوگی نیت کی درستگی اس مرتبہ میں ہوگی۔آپ مثالوں سے اس کو سمجھ سکتے ہیں۔

(۱) ایک شخص ہے کہ اس کے دل میں خواہشات دنیا اور محبت دنیا غالب ہے اس صورت میں وہ جو فعل اور جو عمل کرے گا دنیاوی ہوگا کچھ نہ کچھ ضرور اس میں دنیاوی غرض پوشیدہ رہے گی ہر چند نماز کیوں نہ پڑھے، روزے کیوں نہ رکھے: ''مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا'' (تم میں کوئی دنیا چاہتا ہے۔آلِ عمران ۳/۱۵۲) ایسے ہی لوگوں کے لیے کلنک کا ٹیکہ ہے۔ایسی عبادت وریاضت کا پھل خسارہ وحرمان (نقصان ومحرومی) کے سوا کچھ نہیں۔

(۲) دوسرا شخص ہے کہ اس کے دل میں جاہ اور محبت آخرت کی غالب ہے اس صورت میں جو عمل جو فعل اس سے وجود میں آئے گا اخروی ہوگا، درستی نیت کے باعث اس کا کھانا پینا اس کا سونا بیٹھنا بھی عبادت سے خالی نہ ہوگا، بہشت اس کے لیے آرام گاہ ہے: ''اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا'' (جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کیے ان کی مہمانی جنت الفردوس ہے۔(کہف:۱۸/۱۰۷) انھیں کی شان میں ہے۔

(۳) پھر ایک تیسری جماعت کے لوگ ہیں جن کا نام ''سلطان ہمت'' نہ دنیا میں ان کا قدم جمتا ہے نہ آخرت میں ان کا سر الجھتا ہے،

حضرت حق کے سوا مقصود و مطلوب دوسرا نہیں رکھتے ان کی یہ شان ہے کہ ؎

مارا بجز ایں جہاں جہانے دگر است
جز دوزخ و فردوس مکانے دگر است

(ترجمہ: ہمارے لیے اس جہان کو چھوڑ کر ایک دوسرا ہی جہان ہے، دوزخ و بہشت کے سوا ایک دوسرا ہی مکان ہے۔)

تو جو عمل اور فعل ان سے وجود میں آئے گا خالصاً لوجہِ اللہ ہوگا: ''اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنَ'' (ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔) اس معنی میں اس قوم کا نماز پڑھنا درست ہے۔ اور ''اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ'' (بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔ (انعام: ۶/۱۶۲) اسی گروہ کے لیے حقیقی معنی میں کامیابی ہے۔ دیکھو قرآن شریف ان کے لیے کیا جلوہ ریزی کرتا ہے: ''یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ'' (اور وہ اسی کی رضا یا مشاہدہ چاہتے ہیں) سمجھ لو کہ ان کے لیے اگر ثواب ہے تو لقاے باری تعالیٰ ہے اور ان کا اجر ''اَنۡتُمۡ اَوۡلِیَائِیۡ حَقًّا'' (تم ہمارے سچے دوست ہو) کے سوا دوسرا نہیں، ان کو جو کچھ ملتا ہے یہاں ملتا ہے کیا اس کو انسان کی عقل و فہم کا پیمانہ ناپ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، خلاصہ یہ کہ ہر شخص اسی کی نیت کی ترازو میں تولا جاتا ہے، اور تولا جائے گا۔

(مکتوبات صدی مکتوب ۳۱، ص: ۲۲۶، ۲۲۸ ملخصاً)

کچھ اور ارشادات کے بعد حضرت مخدوم جہاں قدس سرہ ارقام فرماتے ہیں:

جب یہ بات مسلم ہوگئی کہ افعال و اعمال کی قدر نیت کے اعتبار سے ہوتی ہے اور نیت کا علم نہایت پاکیزہ و لطیف ہے تو بقدر وسعت ہوشیار اور بیدار ہونا چاہیے اور تصحیح نیت (نیت درست کرنے) میں پوری کوشش کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ بات حاصل ہوجائے گی اور معصیت (گناہ) سے اپنے خائف، طاعت سے اپنی شرمندہ رہنا چاہیے۔ حضرت ابوبکر ورّاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ آپ فرماتے تھے: جس وقت دو رکعت نماز ہم ادا کرتے ہیں اور جب سلام پھیرتے ہیں تو اپنی طاعت سے ایسے شرمگیں و خجل ہوکر واپس آتے ہیں کہ اگر کوئی دیکھے تو یہ سمجھے کہ ہم کہیں سے چوری کر کے آرہے ہیں، سبحان اللہ! کیا صدق طلب ہے۔

(مکتوبات صدی: ۳۱)

نماز:

یہ تو رہا معاملہ نیت کا اب ذرا نماز کی باتیں ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ ہم کیسی نماز پڑھتے ہیں اور کیسی پڑھنی چاہیے۔

سنو برادر! منجملہ اور اوراد و اعمال و عبادات کے نماز کی بات ہی کچھ اور ہے اس میں اسرار در اسرار، معاملات در معاملات ہیں، وہ بھی کیسے کیسے جن کا بیان کرنا ناممکن، بزرگوں نے کہا ہے: ''مَنۡ لَمۡ یَذُقۡ لَمۡ یَعۡرِفۡ'' جس نے اس مزے کو چکھا نہیں جانا نہیں''۔ روح الارواح جو ایک پر مغز اور پر لطف کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عالم طہارت سے یہ تحفہ لائے جس عالم کا قاب قوسین ہے، دیکھو کیا مزے دار بات اس سے نکلتی ہے یعنی تمہاری عزت و قدر کا قد و قامت بہت چھوٹا اور کوتاہ ہے اتنا بلند رتبہ کہاں سے لا سکتے ہو کہ تمھیں معراج جسمانی نصیب ہو اور یہ حشمت و دبدبہ بھی تم نہیں رکھتے کہ براق برق خرام تمہارے دروازے پر سیر ملکوت کے لیے بھیجا جائے، تو اب کیا صورت اس کی تھی کہ یہ امت مرحومہ اس دولت عظمیٰ سے مالا مال ہو سکے تو بطفیل حضرت رحمۃ اللعالمین نماز معراج المومنین سنا دی گئی۔ اب دیکھو تمھیں معراج کس طرح نصیب ہوتی ہے۔

پہلے تم نے طہارت کی، پاک و صاف کپڑا پہنا اس کے بعد خراماں خراماں مسجد آسمان رفعت میں داخل ہوئے وہاں اول اول مومنان ملک صفت کے ساتھ بزرگانہ و عاجزانہ کھڑے ہوگئے پھر اس وقت تک واپس نہ ہوئے جب تک اچھی طرح خلوت راز میں نشست کی نہ ٹھہری۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

اس کے علاوہ ان باتوں پر غور کرو۔ حضرت رب العزت جل و علا نے اپنے لطف و کرم سے ہر نماز میں کل ارکان شرع جمع کر دیے ہیں یعنی روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد۔ ان کے ارشادات کو بھی سنو۔ نماز میں جو شخص کھڑا ہوا اس نے روزہ بھی رکھا اور روزہ پر کچھ اضافہ بھی کیا، جس طرح روزہ میں آدمی کھاتا پیتا نہیں ہے نماز میں بھی نہیں کھاتا پیتا مگر روزے میں سونے کی اجازت ہے، چلنے پھرنے کی اجازت ہے اور دوسرا کام کرنے کی اجازت ہے مگر نماز میں جو روزہ ہے اس میں ان باتوں کی اجازت نہیں اس لیے یہ روزہ، روزۂ رمضان سے اور بڑھا چڑھا ہوا ہے۔

★★★★★

یہ مضمون ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، انڈیا (ستمبر 2011) سے لیا گیا ہے